ڈاکٹر سید علی انور

دعوتِ دین میں اسوۂ رسول ﷺ کی ضرورت و اہمیت

دعوتِ دین امت مسلمہ کا ایک لازمی جزو قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں امت مسلمہ کو اس لیے بہترین مانا گیا ہے کہ یہ امت لوگوں کو نیک کام کی تلقین کرتی ہے اور انہیں راہِ راست پر لاتی ہے اور انہیں برائی اور بدکاری سے روکتی ہے۔ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں تو پھر ہر مسلمان پر تبلیغ (دعوت دین) کرنا فرض ہے۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر (۱)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ (۲)

بلکہ قرآن مجید نے تو دعوت دین کے لیے باقاعدہ ایک جماعت کے وجود کے قیام کی ضرورت اور اہمیت کا اعلان ان الفاظ مبارکہ میں کیا۔

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر. و اولئک ھم المفلحون (۳)

ترجمہ: تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (۴)

تبلیغِ اسلام کی اہمیت کے پیش نظر یہ بات ضروری ہے کہ ہر انسان کو تبلیغِ دین کرتے ہوئے اسوۂ رسول کو مشعل راہ بنانا چاہیے جس سے اس فریضۂ دین کی تکمیل کو اور بھی چار چاند لگ جائیں گے اور اس طرح سے دعوتِ دین ایک مؤثر اور اکمل تبلیغ بن جائے گی کیونکہ حضور ﷺ کی سیرت تمام انسانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس نمونہ کو سامنے رکھ کر اپنا نظام زندگی استوار کریں۔ ارشاد الٰہی ہے:

Scanned by CamScanner

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر

و ذکر اللہ کثیرا (۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے جو اللہ سے

ملنے اور قیامت کے آنے کی امید کرتا ہو اور جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔ (۶)

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کو موثر انداز سے چلانے کے لیے باقاعدہ اپنے

پیارے رسول ﷺ کو ان الفاظ میں حکم دیا:

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (۷)

ترجمہ: اے رسولؐ جو چیز آپ کے رب کی طرف سے آپؐ پر نازل کی گئی ہے اسے

دوسروں تک پہنچائیں اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے فریضہ رسالت ادا

نہیں کیا۔ (۸)

چنانچہ آپ نے اپنے تبلیغ کے ان فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں ایک باقاعدہ طریقہ کار اختیار فرمایا۔ جس سے ہمیں بہترین نمونہ حاصل ہوتا ہے۔ آنحضور ﷺ کی دعوت دین کا بنیادی ماخذ قرآن کریم ہی تھا اور اس کی عملی تصویر آپ کا اپنا باکمال کردار تھا۔ آپ کے فرائض نبوت کے بارے میں قرآن کریم میں یوں ارشاد ہے:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ

و یزکیھم و یعلمھم الکتب والحکمۃ (۹)

ترجمہ: اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی میں کا۔ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور سنوارتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات۔ (۱۰)

چنانچہ ضروری تھا کہ آپؐ انسانی نفسیات کے بنیادی اصولوں کو پیش نظر رکھیں اور ساتھ ساتھ مختلف اوقات اور کیفیات میں انسانی طرز عمل کو بھی ملحوظ رکھیں۔ انسانوں کے اندازِ فکر اور بعض اسباب کے تحت اس میں پیدا ہونے والی کجی اور کمزوری کا آپ کو مکمل علم ہوتا کہ

Scanned by CamScanner

دعوت دین کے عظیم مقصد کو پورا کرنے کے لیے انسان کے بارے میں بنیادی حقائق ،
پیش نظر رکھا جائے۔ (۱۱)

حضورؐ کو مرحلہ وار تبلیغ کرنے کا پیغام بھی آتا رہا۔ ابتدائی مرحلہ میں قرآن مجید
میں یوں ارشاد ربانی ہے

قم فانذر ۔ وربک فکبر ۔ (۱۲)

ترجمہ: اٹھیے اور (لوگوں کو) ہدایت کیجیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے۔ (۱۳)

دوسرے مرحلے کے سلسلے میں فرمایا:

و انذر عشیرتک الاقربین ۔ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین
فان عصوک فقل انی بریٓ مما تعملون (۱۴)

ترجمہ: اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرائیں اور جو مومن آپؐ
کی اتباع کرتے ہیں ان کے ساتھ متواضع رویہ اختیار کریں اور لوگ آپؐ کی نافرمانی
کریں تو آپؐ ان سے کہہ دیں کہ میں تمہارے اعمال سے بری الذمہ ہوں۔ (۱۵)

تبلیغ دین کی اہمیت کے پیش نظر قران کریم نے باقاعدہ اس کے اصول اور قواعد کا اعلان
بھی کیا تاکہ ان اصولوں کی روشنی میں دعوت دین ہو تو پھر وہ انتہائی کامیاب اور مؤثر ہو
گی۔ ارشاد خداوندی ہے:

ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة و جادلھم بالتی ھی
احسن (۱۶)

ترجمہ: آپ انہیں اپنے رب کی طرف بلائیں۔ حکمت، عمدہ نصیحت اور احسن طریقہ
سے بحث و تمحیص کے ذریعے۔ (۱۷)

مولانا شبیر احمد عثمانی ''حکمت'' کی تشریح لکھنے کے دوران فرماتے ہیں:

''نہایت پختہ اور اٹل مضامین، مضبوط دلائل و براہین کی روشنی
میں حکیمانہ انداز سے پیش کیے جائیں۔ جنہیں سن کر فہم و

علمی ذوق رکھنے والا طبقہ گردن جھکا دے۔ اس ادراک اور استدلال کے سامنے دنیا کے فلسفے ماند پڑ جائیں اور کسی قسم کی علمی اور دماغی ترقی وحی الٰہی کے بیان کردہ حقائق کا ایک شوشہ تبدیل نہ کر سکیں۔" (۱۸)

مولانا مودودی اس کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

"دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنیت، استعداد اور حالات کو سمجھ کر موقع و محل کی مناسبت سے بات کی جائے۔ ہر قسم کے لوگوں کو ایک ہی لاٹھی سے نہ ہانکا جائے۔ جس شخص یا گروہ سے سابقہ پیش آئے اس کے مرض کی تشخیص کی جائے۔ اور پھر ایسے دلائل سے اس کا علاج کیا جائے جو اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں سے اس کے مرض کی جڑ نکال سکتے ہیں۔ نہایت سنجیدہ طریقے سے مخاطب کی ذہنیت کا لحاظ رکھتے ہوئے بات پیش کی جائے۔" (۱۹)

"موعظة الحسنة" یعنی عمدہ نصیحت کا مطلب ہے نہایت مؤثر اور رقت آمیز نصیحت سے نرم خوئی اور دلسوزی کے ساتھ بات پیش کی جائے۔

"اخلاص، ہمدردی، شفقت اور حسنِ اخلاق کے ساتھ خوبصورت اور معتدل انداز سے نصیحت کی جائے۔ یہ اندازِ نصیحت اُن لوگوں کے لیے زیادہ مؤثر ہوتا ہے جو زیادہ عالی دماغ اور ذکی وہ فہیم تو نہیں ہوتے مگر ان کے دل میں طلبِ حق کی چنگاری موجود ہوتی ہے۔" (۲۰)

اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ مخاطب کو صرف دلائل ہی سے مطمئن نہ کیا جائے بلکہ اس کے جذبات کو بھی اپیل کیا جائے۔ برائیوں اور گمراہیوں کا ابطال محض عقلی انداز سے ہی نہ

Scanned by CamScanner

کیا جائے بلکہ اس کے اندر اللہ نے برائی کے لیے جو نفرت فطرت میں رکھی ہے اسے بھی ابھارا جائے اور اس کے برے نتائج کا خوف دلایا جائے۔ نصیحت دلسوزی کے ساتھ پیش کی جائے۔ اپنی علمی بالادستی اور دوسرے کی کم علمی کو نہ ابھارا جائے بلکہ خیرخواہانہ انداز سے بات کی جائے۔(۲۱)

''نصیحت سے مراد یہ ہے کہ اولاً تو بحث و تکرار سے بچا جائے۔ اگر ایسی نوبت آ بھی جائے تو پھر انداز نہایت ہی خوبصورت اور احسن ہو۔ تاکہ اپنی قابلیتیں اور صلاحیتیں محض مناظرانہ انداز میں صرف نہ کی جائیں۔ لہٰذا اگر بحث کرنی ہی پڑے تو شائستگی کے ساتھ تاکہ فضا مکدر نہ ہونے پائے۔ بحث برائے بحث کی کیفیت پیدا نہ ہو۔ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ نہ ہو۔ حق شناسی اور انصاف کا دامن نہ چھوڑا جائے۔''(۲۱۔۱)

آنحضور ﷺ کا اندازِ دعوت اصل میں مذکورہ قرآنی اصولوں کی ہی ایک عملی تصویر تھی۔ اسی وجہ سے آپؐ نے لوگوں کے قلوب اور اندازِ فکر کو بدل ڈالا۔ آپؐ ہمیشہ دعوتِ دین کے سلسلہ میں انسانی نفسیات کے مسلمہ حقائق کو سامنے رکھتے تھے۔(۲۲) ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

انما بعثت معلماً (۲۳)

ترجمہ: میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(۲۴)

معلم کو اپنے درس و تدریس اور دعوتِ تبلیغ کے وقت انسانوں کی نفسیات کا بھی ساتھ جاننا ضروری ہے تاکہ جس انداز سے انسان سمجھیں اسی انداز کو ایک خاص حکمت عملی سے اختیار کیا جائے۔ قرآن مجید فرقان حمید نے درس دیا کہ:

''تمام انسان علم میں ایک جیسے نہیں۔''

تو حضور ﷺ نے بھی اپنی تبلیغ کی پالیسی اسی اصول پر مرتب فرمائی:

کلموا الناس علی قدر عقولھم (۲۵)

Scanned by CamScanner

ترجمہ: انسانوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو۔
یہی وجہ ہے کہ آپ نے بچوں، جوانوں، بوڑھوں، صحابہؓ اور غیر مسلموں سے جب بھی دعوت دین کے حوالے سے بات کی تو اس میں مختلف قسم کے انداز اپنائے گئے۔ آپ ؐ کا اپنا بیان مبارک ہے:

انا امرنا معشر الانبیاء بان نکلم الناس علی مقادیر عقولھم (۲۶)

ترجمہ: ہم گروہ انبیاء کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کی ذہنی سطح کے مطابق بات کیا کریں۔
مسجع اور مقفع لفاظی، زبان درازی، باچھیں کھول کر اور گلا پھاڑ کر تقریر کرنا اور باتوں کو خواہ مخواہ طوالت دینا بھی آپ ؐ کو ناپسند تھا۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا:

ان اللّٰہ یبغض البلیغ الذی یتخلل بلسانہ تخلل بقرۃ بلسانھا (۲۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو وہ فصیح و بلیغ خطیب ناپسند ہے جو اپنی زبان سے یوں چرتا ہے جس طرح گائے چرتی ہے۔
ام معبدؓ آپ ؐ کے کلام اور گفتگو کے بارے میں فرماتی ہیں:

حلو المنطق فصل لا نذر ولا ھذر کان منطقہ خذرات نطمن (۲۸)

اور آپ شیریں کلام تھے۔ آپ ؐ کی ہر بات نہایت واضح ہوتی۔ نہ قلیل الکلام تھے نہ فضول الکلام۔ آپ ؐ کا کلام معجزانہ انداز سے پروئے ہوئے موتیوں کی مانند تھا جو لڑی میں پرو دیے گئے ہوں۔
حضور ﷺ کے کلام کرنے کے انداز کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

''آپ ؐ کے کلام میں وقفہ ہوتا تھا کہ یاد کرنے والے کو الفاظ یاد ہو جاتے۔'' (۲۹)

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں:

''آپ ؐ کی گفتگو ایسی تھی کہ تم لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ ایک مضمون دوسرے سے جدا جدا ہوتا تھا۔ پاس بیٹھے

Scanned by CamScanner

ہوئے اسے اچھی طرح ذہن نشین کر سکتے تھے۔'' (۳۰)

دوران خطاب حضور ﷺ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ رکھتے۔ ابن ماجہ میں ہے:

''آپ ؐ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ رکھتے اور خطبہ کے دوران اپنا رخ انور دائیں بائیں جانب پھیرتے۔'' (۳۱)

''اہم باتوں اور بنیادی تعلیمات کو ذہن نشین کروانے کے لیے یہ انداز اپناتے کہ بات کو نکات میں تقسیم فرما دیتے۔ مثلاً ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔'' (۳۲)

دعوت کے مخاطب اگر عیسائی وغیرہ ہوتے تو اقدارِ مشترک پر اکٹھا ہونے کی دعوت دیتے۔ نجران سے ایک دفعہ عیسائی آئے تو انہیں دعوت اس طرح دی گئی۔

قل یاھل الکتٰب تعالوا الی کلمة سوآءٍ بیننا و بینکم الاّ نعبد الاّ اللّٰہ و لا نشرک بہ شیئاً (۳۳)

ترجمہ: کہہ دیجیے اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہمارے اور تمہارے درمیان کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ (۳۴)

حضور ﷺ نہ تو اتنی لمبی تقریر فرماتے کہ لوگ اکتا جائیں اور نہ ہی بے موقع گفتگو فرماتے۔ تاکہ سامعین دلچسپی نہ لیں۔ بلکہ آپؐ اختصار سے بھی کام لیتے اور اس بات کو بھی ملحوظ رکھتے کہ سننے والا اس وقت سننے کی خواہش بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ (۳۵)

حضور ﷺ کو جب کبھی اہم اور بنیادی تعلیمات کی متعلق بتانا مقصود ہوا تو آپؐ اس فعل کی نسبت اپنی ذات کی طرف فرماتے۔ کیونکہ صحابہؓ کو آپؐ کی ذات گرامی کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔ اور اس کیفیت میں اس حکم پر عمل کرنا ان کی سب سے بڑی خواہش ہوتی۔ مثلاً نماز کی تلقین فرماتے ہوئے یہ انداز اختیار فرمایا:

قرة عینی الصلوة (۳۶)

Scanned by CamScanner

ترجمہ: نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (۳۷)

اسی طرح یتیم بچیوں کی شفقت لوگوں کے دلوں میں ڈالنے کے لیے یوں فرمایا:

''جس نے یتیم بچی کی پرورش کی، قیامت کے روز وہ میرے ساتھ اس طرح ہوگا جس طرح میری یہ دو انگلیاں۔'' (۳۸)

حضور اکرم ﷺ کی منظم دعوتی پالیسی کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ:

''آپؐ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ تبلیغ کے لیے بھیجا جو نہایت مخلص اور نفسیات انسانی کے بڑے ماہر تھے۔ ان میں لوگوں کو اپنی بات پر آمادہ کرنے کی غیر معمولی صلاحیتیں تھیں۔ چنانچہ انہیں بہت شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں۔'' (۳۹)

حضور ﷺ کا اندازِ تبلیغ ہمیشہ قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق ہوتا۔ ارشاد ذوالجلال ہے:

ادفع بالّتی ھی احسن فإذا الذی بینک و بینه عداوة کانه ولی حمیم (۴۰)

ترجمہ: (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو نہایت احسن ہو۔ ایسا کرنے سے تم دیکھو گے کہ جس کے ساتھ تمہاری دشمنی تھی گویا کہ وہ تمہارا گرم جوش دوست ہو گیا۔ (۴۱)

نتیجہ کلام: اس مضمون میں مختصر طور پر دعوتِ دین یعنی تبلیغ میں اسوۂ رسول ﷺ کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ بات واضح ہوگئی کہ دین میں تبلیغ مسلمان کا ایک دینی فریضہ ہے۔ اگر تبلیغ دین کے پہلو کو مسلمان کے دامن سے الگ کر دیا جائے تو مسلمان مکمل ہی نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تعلیم و تبلیغ مسلمان کا ایک زیور بھی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ ہمیں دعوتِ دین کے مختلف انداز اور طریقہ کار پالیسی کی طرف راہنمائی دیتی ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر ایک مبلغ بہت مؤثر انداز سے اس فرض کو پورا کر سکتا ہے۔ ایک طرف انفرادی طور پر ہر مسلمان پر دعوت و تبلیغ اگر ضروری

Scanned by CamScanner

ہے تو دوسری طرف اجتماعی طور پر بھی مختلف بااختیار قوتوں کا بھی تبلیغ کی فضا پیدا کرنا ازبس ضروری ہے۔

اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ تبلیغ و اشاعت دین کے لیے مؤثر اور مکمل انتظامات کرے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تصور کو معاشرے میں اجاگر کرے۔ ملک میں ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جائے جس سے نیکی کی طرف رغبت اور برائی سے نفرت ہو۔

اخبارات، رسائل و جرائد، ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور دیگر اداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے قارئین و ناظرین اور سامعین کو ایسا مواد مہیا کریں جس سے اسلام کے بنیادی دعوت وتبلیغ اور اشاعتِ دین کے مطلوبہ پہلوؤں پر آسانی سے عمل کیا جا سکے۔

عصرِ حاضر میں اگر دعوتِ دین میں اسوۂ رسول ﷺ کو اختیار کر لیا جائے تو ملک میں معاشرتی، اخلاقی، معاشی، سیاسی طور پر ایک ترتیبی انقلاب آ سکتا ہے جس سے معاشرہ میں سکون، راحت اور نکھار آ جائے گا۔ جس سے شہریوں کے حقوق کا تحفظ ہو گا۔ بے راہ روی کا خاتمہ ہو گا۔ جرائم کی بیخ کنی ہو گی۔ جس سے اسلام کا پرچم سربلند ہو جائے گا۔

•••○•○•••

Scanned by CamScanner

حوالہ جات

۱۔ القرآن۔ سورۃ آل عمران ۳۔ آیت ۱۱۰

۲۔ تفہیم القرآن۔ ابوالاعلیٰ مودودی۔ جلد ۱، ص ۲۷۹

۳۔ القرآن۔ سورۃ آل عمران ۳۔ آیت ۱۰۴

۴۔ ضیاء القرآن۔ پیر محمد کرم شاہ الازھری۔ جلد ۱، ص ۲۱۱

۵۔ القرآن۔ سورۃ الاحزاب ۳۳۔ آیت ۲۱

۶۔ تفسیر حقانی۔ ابو محمد عبدالحق حقانی۔ جلد ۶۔ ص ۶۸

۷۔ القرآن۔ سورۃ المائدہ ۵، آیت ۶۷

۸۔ تدبر قرآن۔ امین احسن اصلاحی، جلد دوم، ص ۳۳۴

۹۔ القرآن۔ سورۃ آل عمران ۳۔ آیت ۱۶۴

۱۰۔ معارف القرآن۔ محمد مانک کاندھلوی۔ جلد ۱۔ ص ۵۹۸

۱۱۔ احکام القرآن۔ الجصاص۔ مترجم عبدالقیوم۔ جلد ۳، ص ۱۷۷

۱۲۔ القرآن۔ سورۃ المدثر ۷۴۔ آیت ۲،۳

۱۳۔ مفہوم القرآن۔ عطا قاضی، جلد سوم، ص ۵۷۷

۱۴۔ القرآن۔ سورۃ الشعرآء ۲۶۔ آیت ۲۱۴، ۲۱۶

۱۵۔ تفسیر ابن کثیر۔ عمادالدین ابوالفداء ابن کثیر۔ جلد ۴، ص ۵۷

۱۶۔ القرآن۔ سورۃ النحل ۱۶۔ آیت ۱۲۵

۱۷۔ ترجمان القرآن۔ ابوالکلام آزاد۔ جلد ۴۔ ص ۲۴۱

۱۸۔ فوائد القرآن۔ شبیر احمد عثمانی۔ ص ۳۷۲

۱۹۔ تفہیم القرآن۔ ابوالاعلیٰ مودودی۔ جلد دوم۔ ص ۵۸۰

۲۰۔ فوائد القرآن۔ ص ۳۷۳

۲۱۔ تفہیم القرآن۔ جلد دوم۔ ص ۵۸۱

Scanned by CamScanner

۲۱۔ا۔ تفسیر مظہری۔ محمد ثناء اللہ۔ تشریحی ترجمہ سید عبدالرائم۔ جلد ششم۔ ص ۴۶۰
۲۲۔ فقہ السیرۃ النبویہ۔ الدکتور محمد سعید رمضان۔ ص ۹۷
۲۳۔ الصحیح مسلم۔ امام مسلم۔ جلد اول۔ ص ۱۲۔ باب العلم
۲۴۔ شرح صحیح مسلم۔ علامہ وحید الزماں۔ ص ۲۷۳
۲۵۔ فصاحت نبویؐ۔ ظہور احمد اظہر ڈاکٹر۔ ص ۱۷۳
۲۶۔ ایضاً، ص ۸۲
۲۷۔ البیان والتبیین۔ جاحظ۔ جلد اول۔ ص ۹۴
۲۸۔ الشفاء، عیاض قاضی۔ جلد اول۔ ص ۱۷۸
۲۹۔ احیاء علوم الدین۔ امام غزالی۔ جلد دوم۔ ص ۲۷۴
۳۰۔ ترمذی۔ محمد بن عیسیٰ۔ شمائل ترمذی۔ ص ۲۰۹
۳۱۔ سنن ابی ماجہ۔ امام ابن ماجہ۔ جلد دوم۔ ص ۲۴۷
۳۲۔ سنن ابی داؤد۔ امام ابو داؤد۔ کتاب الادب۔ جلد دوم۔ ص ۲۰۱
۳۳۔ القرآن۔ سورۃ آل عمران ۳۔ آیت ۶۴
۳۴۔ تفسیر حقانی۔ جلد ا۔ ص ۴۷۵
۳۵۔ الکامل فی التاریخ۔ ابن الاثیر۔ جلد دوم۔ ص ۲۷
۳۶۔ الصحیح البخاری۔ محمد بن اسماعیل۔ باب فصل من یعول یتیما۔ جلد اول۔ ص ۵
۳۷۔ صحیح بخاری۔ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل ترجمہ وتشریح مولانا محمد داؤد دراز۔ جلد ا۔ ص ۵۸۶
۳۸۔ مشکوۃ المصابیح۔ خطیب تبریزی۔ جلد اول۔ ص ۲۷
۳۹۔ خطبات بہاولپور۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ ص ۴۱۰
۴۰۔ القرآن۔ سورۃ فصلت ۴۱۔ آیت ۳۴
۴۱۔ تفہیم القرآن۔ جلد ۴۔ ص ۴۵۷، ۴۵۶

Scanned by CamScanner

مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الکریم۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ لاہور

۲۔ احکام القرآن۔ الجصاص۔ مترجم عبدالقیوم۔ دسمبر ۱۹۹۹ء، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد

۳۔ تدبر قرآن۔ امین احسن اصلاحی۔ بار دوم ۱۳۹۶ھ۔ ۱۹۷۶ء۔ مرکزی انجمن خدام القرآن۔ لاہور

۴۔ ترجمان القرآن۔ ابوالکلام آزاد۔ چوتھی بار ۱۹۸۹ء۔ ساھتیہ اکادمی، سواتی بلڈنگ نزد برلا مندر۔ نئی دہلی

۵۔ تفسیر ابن کثیر۔ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر۔ ترجمہ۔ مولانا محمد، طبع اول ۱۹۹۴ء مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار۔ لاہور

۶۔ تفسیر حقانی۔ ابو محمد عبدالحق حقانی۔ سن اشاعت ندارد۔ مکتبۃ الحسن۔ لاہور

۷۔ تفسیر مظہری۔ محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ تشریحی ترجمہ سید عبدالدائم۔ جنوری ۱۹۸۰ء، ایچ۔ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک۔ کراچی

۸۔ تفہیم القرآن۔ ابو الاعلیٰ مودودی۔ ۱۹۸۳ء۔ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور

۹۔ ضیاء القرآن۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ ۱۹۸۵ء۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۹۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

۱۰۔ فوائد القرآن۔ شبیر احمد عثمانی۔ سن اشاعت ندارد۔ مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب

۱۱۔ معارف القرآن۔ محمد مانک کاندھلوی۔ طباعت دوم۔ ۱۹۸۲ء۔ مکتبہ عثمانیہ، بیت الحمد جامعہ اشرفیہ۔ فیروز پور روڈ۔ لاہور

۱۲۔ مفہوم القرآن۔ عطا قاضی۔ سن اشاعت ۲۰۰۴ء۔ ادبی سبھا۔ ریلوے روڈ، پسرور، ضلع سیالکوٹ

Scanned by CamScanner

۱۳۔ البیان والتبیین ۔ جاحظ ۔ دارالفکر، بیروت ۔ لبنان
۱۴۔ احیاء علوم الدین۔امام ابوحامد الغزالی۔۱۴۵۲ھ-۱۹۸۲ء۔دارالمعرفہ، بیروت، لبنان۔
۱۵۔ الشفاء۔ عیاض قاضی ۔ دارالفکر، بیروت، لبنان
۱۶۔ الصحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔ الطبعۃ الرابعۃ۔
۱۴۱۵ھ-۱۹۹۰ء، دارابن کثیر، دمشق، بیروت
۱۷۔ الصحیح بخاری (شرح) ترجمہ محمد داؤد۔ مارچ ۲۰۰۱ء۔ مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور
۱۸۔ الکامل فی التاریخ۔ ابن الأثیر۔ دارالفکر، مصر
۱۹۔ خطبات بہاولپور۔ ڈاکٹر حمیداللہ۔ ۱۹۸۱ء، ادارہ تحقیقات اسلامی۔
الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیہ۔ اسلام آباد، پاکستان
۲۰۔ سنن ابنِ ماجہ۔ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ۔ سن اشاعت ندارد۔
مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز۔ الریاض، سعودی عرب
۲۱۔ سنن ابوداؤد۔ ابوداؤد سلیمان ابن الأشعث۔ ۱۴۱۶-۱۹۹۶م۔
دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت، لبنان
۲۲۔ سنن الترمذی۔محمد بن عیسیٰ۔۱۴۱۰ھ-۱۹۹۰م،مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع،الریاض،سعودی عرب
۲۳۔ شرح صحیح مسلم۔علامہ وحیدالزماں۔اپریل۱۹۸۱ء۔ناشر خالد احسان پبلشرز، لاہور
۲۴۔ صحیح مسلم۔ امام مسلم بن الحجاج القُشیری۔۱۳۷۴ھ-۱۹۰۴م۔
دارالاحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔
۲۵۔ فصاحت نبویؐ۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر۔ اسلامک پبلی کیشنز، لاہور
۲۶۔ فقہ السیرۃ النبویہ۔الدکتور محمد سعید رمضان۔۱۴۱۲ھ-۱۹۹۱م۔
دارالفکر، المعاصر، بیروت، لبنان
۲۷۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔۱۹۸۴ء۔ مکتبہ رحمانیہ۔
۱۸۔ اردو بازار، لاہور

Scanned by CamScanner